مرتب: مفتی ذاکر حسن نعمانی*

احرام میرا پاسپورٹ، لبیک میرا طیارہ، ٹانگیں میرا کرایہ

حرمین شریفین کا انوکھا سفر اور عشق و عقیدت کی ایک لازوال داستان

افغانستان کے ایک سینتیس (37) سالہ چھ فٹ لمبے مضبوط، توانا جسم کے مالک پہلوان حاجی شجاع خان ولد ملیا خان کے افغانستان سے بیت اللہ تک پیدل ایمان افروز، دشوار اور عجیب وغریب سفر کی روداد۔

تعارف

حاجی شجاع خان قوم اور پیشہ کے لحاظ سے کوچیاں (بھیڑ بکریاں چرانے والا) سے تعلق رکھتے ہیں، عمر 37 سال ہے، اور زندگی خیموں میں گزرتی ہے، انتہائی غریب ہیں، روئے زمین پر اس کا گھر نہیں، سردیاں قندھار میں اور گرمیاں غزنی میں گزارتا ہے، لمبے، مضبوط اور قابل رشک جسم کا مالک ہے، امیر المؤمنین ملا عمر کی موجودگی میں پہلوانی کے مظاہروں میں کئی کشتیاں لڑ چکا ہے، عصری تعلیم اور دینی علوم سے عاری ایک پکا اور سچا مضبوط ایمان ویقین والا مسلمان ہے۔ 2014ء میں افغانستان سے بیت اللہ تک توکلا علی اللہ حج کی نیت سے بغیر پاسپورٹ، ویزا، سواری اور زادراہ کے سفر کیا۔ بقول حاجی شجاع کے احرام میرا پاسپورٹ، لبیک میرا طیارہ، ٹانگیں میرا کرایہ تھا۔

نوٹ: حاجی شجاع کے اس پیدل سفر کی صحیح اور معتبر ذرائع سے تصدیق ہو چکی ہے، بلکہ اب بات تواتر تک پہنچ چکی ہے۔ حاجی شجاع میرے ایک مقتدی جناب قاضی احمد گل صاحب کے ہاں علاج کے سلسلہ میں حیات آباد پشاور تشریف لائے تھے۔ امریکی بمبار جہاز کی بمباری سے ان کی ایک ٹانگ میں کچھ زخم آئے تھے جس کی وجہ سے اب بھی پاؤں میں معمولی اور ہلکی سی لنگڑاہٹ ہے۔ ہماری مسجد تکبیر فیز 4 حیات آباد میں میرے پیچھے کئی دن تک جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھیں، اور بار بار ان کے میزبان کے گھران کے ساتھ ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں۔ حاجی شجاع کے پیدل سفرِ حج کے بارے میں سن چکا تھا لیکن اللہ نے کیا کہ ملاقاتوں کا خوب موقع ملا۔ اور انہوں نے اپنے پیدل سفرِ حج کی ایمان ویقین سے بھرپور اور روح پرور

---

* استاذ حدیث جامعہ عثمانیہ پشاور

داستان پشتو زبان میں خود سنائی (ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بھی ٹپکتے تھے، جس کو میں نے قلم بند کر دیا۔)

داستان سفر

حاجی شجاع خود لکھنا پڑھنا نہیں جانتا اس لیے تحریر خود بندے کی ہے لیکن آپ یوں سمجھیں کہ حاجی شجاع خود اپنی آپ بیتی لکھ رہا ہے۔

حج کا خیال

میں پہلے مالدار تھا، پھر غربت نے گھیر لیا، جب کسی نئے حاجی کے ساتھ ملاقات ہوتی تو دلی تمنا ہوتی کہ حج کروں، جب کسی حاجی سے زمزم کا پانی پیتا تو دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا کہ اے اللہ مجھے حج کرا دے، راتوں کو خواب میں دیکھتا کہ احرام باندھ کر طواف کر رہا ہوں اور لبیک مکمل پڑھتا، لبیک، اللھم لبیک ،لبیک لاشریك لك لبیك،ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك...... میں نے خواب میں سیکھی ہے ورنہ مجھے تلبیہ نہیں آتا تھا۔ تین سال اس قسم کے خواب دیکھتا رہا۔ چوتھے سال پھر اس طرح کا خواب دیکھا اور دوران نیند چارپائی سے نیچے گر پڑا، بیوی نے پوچھا کیا بات ہے تو میں نے کہا مت پوچھو، اٹھا نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رو رو کر دعا کی کہ اے اللہ مجھے اپنے گھر بلا لے۔ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ حج کروں گا حالانکہ قرضدار تھا، مال بھی نہیں تھا، قندہار سے چل کر غزنی پہنچا، اوقاف کے نمائندے سے بات کی کہ جس طرح بھی ہو مجھے حج کرا دو، میرے پاس صرف 1200 افغانی روپے ہیں۔ اس نمائندہ نے کہا تم پر حج فرض نہیں، واپس چلے جاؤ، اگر واقعی جانا ہے تو چار ہزار ڈالر لاؤ، میرے دل سے اس نمائندہ کے لیے بد دعا نکلی اور میں نے کہا کہ اللہ کرے تو کسی کے ہاتھوں مارا جائے، چنانچہ چار ماہ بعد اس کو کسی نے قتل کر دیا۔ میں مایوس ہو کر قندہار اپنے گھر (خیمہ) واپس آیا، رو رہا تھا، بالکل بے اختیار تھا، قندہار تک مجھ سے کسی نے کرایہ نہیں لیا، میرے پاس 1200 افغانی روپے تھے، گھر رات گزار کر صبح بازار گیا، کباڑ میں دو جوڑے چپل، اور دو جوڑے احرام خریدا، اب صرف سو روپے میرے پاس رہ گئے، ظہر کے وقت مسجد آیا، گاؤں والوں سے کہا مجھے معاف کرنا میں حج کے لیے جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا تو حج پر نہیں جا رہا ویسے ہی شیخی بگھار رہے ہو۔ صبح کے وقت گھر والوں سے اجازت لے کر نکلا، ایک گاڑی والے نے ہرات کے اڈے تک پہنچایا، میرے پاس صرف سو روپیہ تھا اور رو رہا تھا، ہرات تک ایک آدمی نے کرایہ دیا اور کھانا بھی کھلایا۔ اور اس نے ایران کے بارڈر اسلام قلعہ تک پہنچایا، وہاں رات گزاری، لوگوں نے کہا نہ جاؤ، مر جاؤ گے، شیعہ تجھے گولی مار دیں گے، صبح ناشتہ کیا، پھر حمام میں غسل کیا، سر گنجا کیا، ناخن کاٹے،

احرام باندھا، حمام والے نے کہا تو پاگل تو نہیں ،احرام کس لیے باندھ لیا۔ میں نے کہا میں پاگل نہیں ،حج کے لیے جارہا ہوں ۔ پھر مسجد گیا دو رکعت نماز پڑھی اور دعا مانگی کہ اے اللہ تو نے مجھے خواب میں تلبیہ سکھایا ہے ،احرام میرا پاسپورٹ، لبیک میرا طیارہ اور پاؤں میرا کرایہ ہے ،اس کے علاوہ میرے پاس کچھ بھی نہیں اور دعا کی کہ اے اللہ مجھے ضرور حج کراؤ،اور اگر حج نہیں کراتے تو مجھے راستے سے گھر واپس زندہ نہ لوٹانا۔

روانگی

ایران بارڈر پر چھ چوکیاں ہیں ،تین افغانی چوکیاں اور تین ایرانی چوکیاں ۔بغیر پاسپورٹ اور ویزا کے یہ چوکیاں کراس کرنا ایک دشوار اور ناممکن مرحلہ تھا۔ ایک بڑا ٹریلہ آہستہ آہستہ جارہا تھا، لبیک کہتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا، کسی نے پوچھا تک نہیں ۔ ایران کے ایک تھانہ کے قریب پولیس والے نے پوچھا کیوں رو رہے ہو، میں نے کہا کوئی رنج وغم نہیں ، حج کے لیے جارہا ہوں ،اس نے چائے اور بسکٹ کے ساتھ میری تواضع کی اور پاسپورٹ وغیرہ کا نہیں پوچھا اور کہا کہ میرے لیے دعا کرنا ۔حالانکہ پولیس والا شیعہ تھا۔ راستے میں ایک موٹر والے نے کہا مجھے کرایہ دو میں نے کہا میرا کرایہ میرے پاؤں ہیں، چنانچہ اس نے ایک گھنٹہ کی مسافت طے کرائی اور کرایہ بھی نہیں لیا اور ساتھ ساتھ میری باتوں پر ہنستا بھی رہا۔ آگے مشہد تک پیدل گیارہ دن تک پہاڑی سفر طے کیا، پھر پہاڑوں سے ایک سڑک کی طرف آیا، مشہد سے تہران تک ایک ہزار کلومیٹر ایک ماہ میں طے کیا۔ راستے میں گشت کرنے والی پولیس ملتی لیکن ان کی طرف سے کوئی روک ٹوک نہیں ہوئی ۔ گاؤں کی مسجد میں ٹھہرتا تھا لوگ کھانے پینے کا بندوبست کردیتے ۔ جب راستہ معلوم نہ ہوتا کہ کس طرف جاؤں، تو کسی مسجد کے محراب کو دیکھ کر قبلہ کی جانب روانہ ہوجاتا۔ یعنی قبلہ رخ سفر جاری رہتا۔ ایک جگہ ایران کی پہاڑیوں میں فوجیوں نے پکڑلیا کہ ہم تجھے افغانستان بھیجتے ہیں ،تو جاسوس ہے اور مجھے تین دن تک جیل میں رکھا، تین دن تک میں نے نہ کھانا کھایا اور نہ پانی کا ایک گھونٹ پیا، حالانکہ وہ مجھے کھانا پانی دیتے تھے ،میں نوافل پڑھ کر دعا مانگتا کہ اے اللہ! ان کی قیدوبند سے چھٹکارا دلادے ۔ جب میں نے دعا کی تو اس فوجی پر ایسا اثر ہوا کہ پسینہ سے شرابور ہوگیا، اور میرے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ نے مجھ پر کوئی تسخیری عمل کیا ہے ، کہنے لگا کہ کھانا کھاؤ گے تو آزاد کردوں گا ورنہ بند پڑے رہو۔ وہاں پولیس تھانہ کے افسر نے کہا اس کو غسل کراؤ، میرا احرام دھلوایا، مجھے گوشت کھلایا، اور انہوں نے معافی مانگی ، پھر مجھے رہا کردیا ، آگے چلا تو ایک پہاڑی پر چڑھا ، سخت سردی تھی ، پوری رات وہاں گزاری ، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ، اللہ تعالیٰ نے سلادیا، جب جاگا تو دھوپ نکل آئی تھی ۔ راستہ دشوار تھا، ایک پہاڑی نالے سے نیچے اترا ، پاؤں کی انگلی کا ناخن نکل گیا، پہاڑ کے دامن میں ایک گاؤں تھا

،وہاں کے لڑکوں نے جب مجھے احرام کی حالت میں دیکھا تو سب بھاگ گئے کہ یہ تو کوئی بلا ہے، وہ لڑکے اپنے حیوانات بھی چھوڑ گئے تھے ۔ (حاجی شجاع کی شکل وصورت اور خوبصورت قد وقامت پھر احرام کی حالت میں ایسے خطرناک پہاڑ سے نمودار ہونا واقعی اچھنبے کی بات تھی ۔) چنانچہ اس گاؤں کے سب لوگ نکل آئے ان کا مولوی ان کے آگے تھا اس نے کہا تو افغانی نہیں تو خضر علیہ السلام ہے، اس خطرناک پہاڑ میں سردی اور درندوں کی وجہ سے کوئی بھی ٹھہر نہیں سکتا۔ ہمارے لیے بھی دعا مانگو، اور ہمیں ولایت سے حصہ عطا کرو۔ مجھے کھانا کھلایا اب تو سب گاؤں والے آگئے ۔ میں نے ہر ایک کی کمر پر تھپکی دی اور ساتھ کہتا رہا کہ تم کو حصہ دے دیا، وہاں سے ایک آدمی مجھے موٹر میں بٹھا کر پکی سڑک تک لایا۔ اس سڑک پر سات آٹھ دن تک سفر کیا اور عراق کے بارڈر پر پہنچ گیا۔ وہاں رات گزاری، ایک آدمی نے کہا کہ میں تجھے بارڈر سے گزار دوں گا لیکن وہاں داعش والے موجود ہیں تجھے ماردیں گے ۔ اس نے مجھے راستہ دکھلایا، میں نے چلنا شروع کیا، تین چار گھنٹے سفر طے کرنے کے بعد داعش حکومت نے مجھے پکڑ لیا، مجھ سے پہلے دو بندوں کو گرفتار کر چکے تھے۔

مجھے گاڑی کی اگلی سیٹ پر بٹھایا اور بقیہ دو کو پچھلی سیٹ پر۔ کسی کمرہ کی طرف لے گئے، وہ عربی بولتے تھے، مجھے عربی نہیں آتی تھی ۔ ان کے ساتھ تین دن گزارے ۔ مجھے کہنے لگے تو ملا عمر ہے، کبھی کہتے تو اسامہ ہے، یا تو ان کا نمائندہ ہے، پوچھتے تو پٹھان ہے ۔ بالآخر داعش والے فارسی ترجمان لائے ۔ اس کو میں نے کہا کہ میں اپنے خواب کے مطابق حج کرنے جارہا ہوں ، انہوں نے جب میری باتیں سنی تو سب مجھے چومنے لگے اور گلے لگایا اور خوب آؤ بھگت شروع کردی ۔ مجھے کہنے لگے ہمارے ساتھ رہو، تیری شادی کرادیں گے ، ہم جنگ لڑیں گے آپ ہمارے لیے صرف دعائیں مانگو۔ میں نے کہا میں حج کرنے جارہا ہوں اور وہاں اہل اسلام کے لیے دعائیں مانگوں گا ، پھر انہوں نے کہا کہ ہم آپ کو کویت بارڈر تک پہنچادیں گے ، اس لیے کہ عراق گورنمنٹ آپ کو جانے نہیں دے گی۔ مجھے گاڑی میں بٹھایا اور ایک دن کی مسافت طے کی اور کہا کہ سامنے والے پہاڑ سے کویت کا بارڈر شروع ہوتا ہے وہاں سے میں نے دس دن تک پیدل سفر طے کیا اور کویت بارڈر پہنچا۔ وہاں رات گزاری ۔ صبح پھر چل پڑا۔ اس راستہ پر کچھ عورتیں کھیتوں کی طرف جارہی تھیں، میں تلبیہ پڑھ رہا تھا ، ایک عورت نے کھانے کو کاجو دیے ۔کویت بارڈر پر سب لوگوں سے ضروری کاغذات کے بارے میں تفتیش ہورہی تھی اور میں لبیک کہتا ہوا بارڈر سے گزر گیا۔ بازار پہنچا ایک عرب سے ملاقات ہوئی ، اس نے گوشت اور چاول کھلائے ، اس طرح کویت میں دس دن سفر کرتا رہا۔ ایک شہر پہنچا اس میں ایک ہی قسم کی بلڈنگیں تھیں ، میرے پاؤں سوجھ گئے

تھے، چپل پھٹ گئے تھے، ایک بلڈنگ بن رہی تھی وہاں ایک افغانی کام کررہا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ تو پٹھان ہے، اس نے کہا ہاں، چنانچہ ہم دونوں رو پڑے، پھر مجھ سے پوچھا کیا ماجرا ہے، میں نے کہا حج کرنے جارہا ہوں، اس افغانی نے اپنے بقیہ ساتھیوں کو بلایا۔ ایک دوسرے کی ملاقات کے ساتھ سب کو بڑی خوشی ہوئی، انہوں نے اس بلڈنگ کے مالک اور عرب شیخ کو اطلاع کردی۔ وہ اپنی گاڑی لے کر آ گیا، ساتھ انجینئر بھی تھا۔ وہ عرب شیخ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ گھر کی عورتوں نے میری بڑی خدمت کی، وہاں میں نے غسل کیا، ان کی مستورات نے میرے پاؤں سے کانٹے نکالے۔ پھر شیخ نے ترجمان کے ذریعہ پوچھا میں نے کہا میں حج کے لیے جارہا ہوں، اس نے مجھے کہا ہمارے ہاں ٹھہر جاؤ۔ افغانستان میں میں آپ کے لیے گھر بنادوں گا، تیرا قرضہ اتاردوں گا، اپنی جائیداد میں تجھے حصہ دے دوں گا۔ میں نے کہا مجھے اگر کوئی پوری سلطنت بھی دے دیں میں لینے کو تیار نہیں۔ میری آرزو صرف حج ہے، مجھے صرف سمندر سے جدہ تک پار کرادو۔ عرب شیخ نے کہا کہ میرا اگر پورا سرمایہ بھی خرچ ہوجائے میں تمہیں ضرور کعبہ تک پہنچاؤں گا۔ میں نے اس کے ساتھ آٹھ راتیں گزاریں، نویں رات کو ایک آدمی کو رقم دے کر میرے ساتھ کیا اور اس کی ڈیوٹی لگادی کہ اس کو خانہ کعبہ تک پہنچانا ہے۔ اس ذمہ دار آدمی کے ساتھ میں نے چار راتیں گزاریں، میری تصاویر بنائیں، اور سعودی عرب جانے کے لیے مجید رحمٰن نام سے ایک کارڈ بنایا۔ میرے لیے مجید رحمٰن نام سیکھنا اور یاد رکھنا بھی مشکل تھا۔ بہرحال میں نے سمندر میں چھوٹی کشتی میں تقریبا تین گھنٹے سفر کیا، آگے ایک موٹر میں سوار ہوئے، پھر ایک موٹر بدلی۔ میرا ساتھی مجھے کہتا کہ مجید رحمٰن یاد رکھنا۔ میں نے کہا میرے لیے مجید رحمٰن نام سیکھنا بھی مشکل ہے۔ ہاں لبیک میری موٹر ہے، جب چیک پوسٹ آتی تو میں تلبیہ پڑھنا شروع کردیتا، جس کی وجہ سے ہماری گاڑی کو کوئی بھی نہیں روکتا تھا۔ ہم نے پوری رات گاڑی میں سفر کیا، اچانک صبح دس بجے مسجد الحرام کے سامنے ہماری گاڑی رکی، میں فورا کعبہ شریف کی طرف بھاگا۔ میرا ساتھی مجھے آوازیں دے رہا تھا کہ ٹھہر جاؤ، رقم لو، میرے پاؤں اور گھٹنے میں درد تھا، لیکن اس دن میرا درد کافور ہوگیا۔ میں نے اسے وہیں چھوڑ دیا اور سیدھا کعبہ تک دار لنگی، اور جنون کی حالت میں پہنچ گیا تھا۔ اور بیت اللہ کو اپنی دونوں بانہوں میں لے کر ایسا بغل گیر ہوا گویا بیت اللہ کی کمر کی کولی بھرلی۔ (سامنے گلاس پڑا ہوا تھا کہنے لگا جیسے اس گلاس کو ہاتھوں میں لے لوں) پھر طواف کیا اس کے بعد سعی کی عمرہ سے فارغ ہوا تو سامان کی تلاش میں بیت اللہ کے داخلے والے دروازہ کی طرف آیا تو پتہ چلا کہ سامان والا بکس غائب ہے اب میں صرف ایک احرام میں تھا باقی میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ پیسہ نہ سامان۔ پورے آٹھ دن تک صرف زمزم پیتا رہا۔ اس کے علاوہ کچھ کھایا پیا نہیں اور اپنے پاؤں کے زخموں

پر زمزم ڈالتا رہتا تھا۔ آٹھ دن کے بعد کوئٹہ کا ایک آدمی ملا۔ کہنے لگا تیرے پاؤں سوجھ گئے ہیں اور کئی دنوں سے احرام میں پھر رہے ہو، میں نے کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، وہ مجھے اپنے ساتھ لے گیا، کپڑے دیے، موبائل دیا، چپل دیے اور دو سو ریال۔ اب میں نے سکھ کا سانس لیا اور اپنی اہلیہ کو فون کیا کہ میں کعبہ میں موجود ہوں، گھر سے نکلے ہوئے چار ماہ بیت گئے تھے، اس کے بعد بیت اللہ میں پانچ مہینے گزارے۔ اس دوران میں نے سینتالیس (47) عمرے کیے، روزانہ پندرہ طواف کرتا تھا، پھر آہستہ آہستہ طواف کم کر دیے کیونکہ حجاج کی تعداد بڑھ رہی تھی، یہ تمام عمرے اور طواف میں نے حضور ﷺ اور پوری امت کے ایصال ثواب کے لیے کیے ہیں۔ ۱۰ رمضان کے بعد افغانستان اور پاکستان کے لوگ آنا شروع ہو گئے، انہوں نے میری مدد کی اس کے بعد آج تک میں نے غربت نہیں دیکھی بڑے بڑے علماء میری عزت کرتے ہیں۔

بیت اللہ میں دسواں دن تھا ایک عرب شیخ سے ملاقات ہوگئی وہ مجھے اپنے گھر لے گیا، ایک کمرہ دے دیا، تین وقت کا کھانا دیتا تھا، گھر کی مستورات میری خدمت کرتی تھیں۔ ان مستورات نے مجھے چند سورتیں بھی یاد کرائیں لیکن نفس اور شیطان کے اغوا سے ڈرا اور غیرت نے گوارا نہ کیا لہذا ان کے گھر کو ترک کر دیا۔

واقعہ

رمضان میں میزاب رحمت کے نیچے حطیم میں کھڑا تھا، بیوی کا فون آیا کہ چھوٹی بیٹی سخت بیمار ہے، مر رہی ہے اور آٹھ دن سے کچھ کھایا پیا بھی نہیں، میں نے کہا کسی سے قرضہ لو، علاج کراؤ، لیکن لوگوں نے کہا کہ آپ کا خاوند ہمیں قرضہ واپس نہیں کرے گا، کسی نے قرضہ نہیں دیا۔ حطیم کے اندر میں نے دعا کی اللہ میرا طبیب تو ہے، میرے پاس بچی کے علاج کا خرچہ نہیں، میں نے افطار کیا، نماز پڑھی تو حاجی غفار، حاجی محمد انور اور حاجی اللہ نظر (یہ تینوں ان کے جاننے والے تھے) میرے پاس آئے، حالانکہ ان کو میری مشکلات کا پتہ نہیں تھا، مجھ سے کہنے لگے، آپ کو گھر میں جتنی رقم کی ضرورت ہے ہم بھیج دیں گے، چنانچہ چار سو پچاس ڈالر حوالہ کے ذریعہ ہمارے گھر افغانستان بھیج دیے، صبح کے وقت گھر سے فون آیا کہ بچی صحت یاب ہو چکی ہے اور ایک کلو دہی بھی کھا چکی ہے، میری بیٹی کو اس وقت شفا ملی پھر آج تک ڈاکٹر کی ضرورت نہیں پڑی۔

مدینہ منورہ کی حاضری

حج کے چوتھے دن رات بارہ بجے مدینہ منورہ کے لیے بس تیار کھڑی تھی، میرے پاس پیسے نہیں تھے، تھوڑا بہت سامان جو کچھ تھا، اس عرب شیخ کے گھر چھوڑ دیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پنجابی حاجی ہے اس نے مجھے سو ریال دیے، میں بس میں سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ ظہر کے قریب روضہ اقدس پر صلوۃ

وسلام پیش کرتے وقت بے خود ہوکر گر پڑا، کسی شخص نے مجھے اٹھایا اور کہنے لگا کہ میں دو ماہ سے آپ کا انتظار کررہا ہوں یہ کوئی افغانی تھا۔اس نے مجھے کہا کہ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا میرا حلیہ دیکھ کر مجھے پہچان لیا۔ پہلے اس کے ساتھ میری کوئی جان پہچان نہیں تھی ۔مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا۔اپنی گاڑی میں مجھے مدینہ منورہ کے تمام متبرک آثار کی زیارت کرائی ،روزانہ عشاء کے وقت مجھے اپنے ساتھ لے جاتے ،چودہ دن میں نے اس کے ساتھ گزارے۔

مدینہ منورہ میں خواب

(مجھے حاجی شجاع نے ایک خواب سنایا اور کہنے لگا کہ یہ خواب آج تک میں نے کسی کو نہیں سنایا،نعمانی)

میں جتنا عرصہ مدینہ منورہ میں رہا ساری رات ریاض الجنۃ میں نوافل میں گزار دیتا۔ پولیس کی طرف سے مجھ پر کوئی روک ٹوک نہیں تھی بلکہ شرطہ کہتا ہمارے لیے دعا مانگو۔میں دعا کرتا کہ یارسول اللہ اب یہاں پہنچ چکا ہوں، آپ کی مرضی مجھے واپس گھر بھیجتے ہو یا یہاں ٹھہراتے ہو اس دوران خواب دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اور شخص کے ساتھ تشریف لائے اور مجھے کہا سامنے والا دامن اٹھاؤ اور میری بائیں پستان کے نیچے ہاتھ رکھا اور فرمایا: یااللہ یااللہ کہو میں نے ورد شروع کردیا اور مجھ سے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ، آپ کا گھر خالی ہے (آپ کے بچے بالکل چھوٹے ہیں،نعمانی) اور مجھے کہا کہ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے دم کی ،تین بیماریاں بتلائیں جن میں سے دو مجھے یاد ہیں یرقان اور خسرہ ۔تیسری بیماری کا نام بھول گیا ہوں۔چنانچہ افغانستان میں ایک جگہ خسرہ کی بیماری پھیل گئی ،میں نے چند گھرانوں کو دم کیا وہ لوگ خسرہ سے محفوظ رہے۔یرقان کے ایک مریض کو دم کیا ہے وہ بھی ٹھیک ہوگیا ہے۔اس کے علاوہ میں نے یہ دم کسی پر نہیں آزمایا(آپ فاتحہ،سورۃ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں، میں نے کہا آپ یرقان کے مریضوں کو دم کیا کریں ،لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ذاکرحسن)

ہمارے پوچھنے پر حاجی شجاع نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا:

’’آپ نے لنگی باندھی تھی ،سرمبارک کی مانگ نکلی ہوئی تھی،دونوں بھوئیں بیچ میں ملی ہوئی تھیں،ڈاڑھی بہت زیادہ لمبی نہیں تھی،ڈاڑھی کالی تھی،کچھ بال سفید تھے،قد درمیانہ تھا،ہاتھ ذرا لمبے تھے ،میں نے دل میں کہا کہ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم قدرے لمبے ہوتے (حاجی شجاع خود لمبا،قدآور،مضبوط نوجوان ہے،ذاکرحسن)

جب خواب سے بیدار ہوا تو احرام باندھا اور کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔کوئی ضروری کاغذ اور ورقہ میرے ساتھ نہیں تھا کسی نے مجھے روکا نہیں ،عمرہ کیا ،عشاء کی نماز پڑھی اور اس عرب شیخ کے گھر پہنچ گیا۔ کعبہ شریف کے جوار میں پھر پندرہ دن قیام رہا۔

وطن واپسی

جدہ سے ایک افغانی جس کی جدہ میں دکان تھی کا فون آیا کہ گھر جاؤ گے یا نہیں۔ حالانکہ میں اس کو نہیں جانتا تھا۔ پتہ نہیں میرا فون نمبر اس کو کس نے دیا تھا، میں نے کہا میرے ساتھ کاغذات نہیں ہیں وہ آیا اور مجھے جدہ لے گیا۔ وہاں سے افغانستان کے سفارت خانے مجھے لے گیا۔ ان حضرات کو میرے بارے میں افغانستان کی اخباری اطلاعات سے پتہ چل گیا تھا۔ جتنی دیر میں آدمی ایک کپ چائے پیتا ہے اتنی دیر میں میرے ضروری کاغذات بنا کر مجھے دے دیے۔ پھر عرب جوازات کی طرف مجھے بھیج دیا۔ ایک عرب میرے انتظار میں تھا، مجھے اپنی کرسی پر بٹھایا، میری تصاویر لیں، بطاقہ لیا۔ سب لوگ انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اور میرا کام آرام اور عزت سے کر دیا۔ تھوڑی دیر میں میرے کاغذات بن گئے۔ پھر مجھے اس نے سوریال کھانے کے لیے اکراماً دیے۔ اسناد درست کرنے کے بعد دوبارہ کعبہ آیا۔ پھر کعبہ میں طواف کرتا تھا۔ جمعرات کے دن میزاب رحمت کے نیچے بیٹھتا تھا۔ بوقت اشراق ایک آدمی کا فون آیا، افغانی تھا، حاجی نعیم قوم نیازی تھا۔ جدہ سے فون کیا، کہاں ہو میں نے کہا میزاب رحمت کے نیچے بیٹھا ہوں۔ مجھے کہا گھر کیوں نہیں جاتے، میں نے کہا جہاز میں جگہ نہیں، تین ہفتے تک، اس نے کہا، افغان اوقاف والوں نے فون کیا ہے اور مجھے کہا کہ جدہ ائیرپورٹ جاؤ، وہ ترازو کے ساتھ عینک لگی ہوئی آدمی ہے وہ سیٹ کا بندوبست کردے گا۔ وہ عرب جس کے پاس رہائش پذیر تھا اس نے اپنی گاڑی میں جدہ میں اس افغان کے حوالہ کر دیا۔ افغانی نے کہا جہاز میں جگہ نہیں تین ہفتہ تک۔ میں نے کہا آپ مجھے وزن والے ترازو تک لے چلو، وہاں پہنچا، ایک ازبک نے پوچھا اور کہا آپ وہ آدمی ہیں، جہاز پر سامان بھیجنے والا بند پٹہ روانہ کیا، اور سب سے مجھے آگے کر دیا۔ میرا سامان بھیج دیا۔ اور ٹکٹ اوکے کر دیا، پھر کہا کہ کیا کم ہے، میں نے کہا زمزم کا پانی اور اس نے پانی بھی دے دیا، ائیرپورٹ کی مسجد میں نوافل پڑھے، ایک صاحب نے چائے پلائی اور بس میں بٹھا کر جہاز تک لایا۔ جہاز کی بزنس کلاس میں پہلی سیٹ مجھے دے دی گئی۔ طیارہ روانہ ہوا، جب کھانا لگایا گیا تو مجھے وہ کھانا دیا گیا جو جہاز کے پائلٹ کو دیا جاتا ہے۔ صبح سات بجے کابل پہنچا۔ جب جہاز اترا، تو دیکھا کہ حکومتی نمائندے استقبال کے لیے کھڑے ہیں، آوازیں شروع ہوئیں کہ حاجی شجاع کون ہے، میں نے کہا میں ہوں۔ میرا سامان انہوں نے اٹھا کر مجھے سرکاری گاڑی میں بٹھایا اور مبارک باد دی۔ پھر کہا کہ اب چلو ٹیلی وژن کے ذریعہ آپ کے یادگار حج کا پروگرام چلائیں۔ میں نے کہا میں نے حج شہرت کی خاطر نہیں کیا۔ بلکہ رضاء الٰہی کے لیے کیا ہے۔ پہلے تو آپ نے مجھے حج پر بھیجنے کے لیے انکار کیا تھا۔ اور اب میری تشہیر کرتے ہو، پھر مجھے دعا کے لیے کہا، میں نے دعا کر دی۔ پھر اپنے ایک دوست حاجی عبدالمجید کی گاڑی میں بیٹھ کر اپنے گھر گیا، دوسرے دوست

(بقیہ صفحہ ۴۶ پر)